Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE
www.safareadab.com
مِترز
ریسا

مترز

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

از قلم ریسا

All Rights Reserved

Copyright: Risa (Author)

Published by: Safar-e-Adab

Published On: safareadab.com

To get published with us, contact us via email or website:

safareadab.com

safareadab@gmail.com

khanumaira@safareadab.com

adab@safareadab.com

Note: We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

ضروری بات

مترز کے تمام جملہ حقوق لکھاری "ریسا" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹفارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔

اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

قسط نمبر:02

BEING THE STRING OF YOUR KITE

لائبریری میں کتابوں کی الماری کے درمیان کھڑی تاشفہ کسی کتاب کو ہاتھ میں پکڑے اس کا سرورق دیکھ رہی تھی۔ کچھ نہ سمجھ آنے پر اس نے اس کتاب کو واپس اس کی جگہ ڈالا 'اور دوسری کتاب ڈھونڈنے لگی۔ مطلوبہ کتاب ملنے پر وہ اسے ہاتھ میں تھامے اسٹڈی ٹیبل تک آئی۔

وہاں ایک لڑکا بیٹھا کوئی کتاب پڑھ رہا تھا۔ وہ بھی اسی ٹیبل پر کچھ فاصلے پر کرسی کھسکا کر بیٹھ گئی۔

آہٹ پر سعد نے کتاب سے سر نکال کر دائیں جانب دیکھا تو اسے وہی لڑکی نظر آئی، جس سے وہ پچھلی دو مرتبہ مل چکا تھا۔ اس کے لبوں پر ایک مسکان دوڑ گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"سلام ہانیہ!" مسکرا کر اسے مخاطب کیا۔

آواز پر تاشفہ نے نظریں گھمائیں تو وہ لڑکا اسی جانب دیکھ رہا تھا۔ یہ مجھے ہانیہ سمجھ کر کیوں بلا رہا ہے؟ کیا یہ ہانیہ کو جانتا ہے؟ اس نے آنکھوں کی پتلیاں سکوڑیں۔

ارے۔۔۔ یہ تو وہی ایرپورٹ والا لڑکا ہے۔ دماغ میں چھماکہ ہوا۔

"وعلیکم السلام!"شائستگی سے جواب دیا۔ مگر اسے ہانیہ کا نام کیسے پتہ چلا؟ دماغ میں ابھی بھی کھلبلی مچی تھی۔

"آپ کورس اسٹڈی کر رہی ہیں؟"سعد نے دور سے اس کی کتاب جھانکتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں وہ بس ایسے ہی ایک کتاب پڑھ رہی تھی۔ "

"آپ کو کتابیں پڑھنا پسند ہے؟"فوراً سے اگلا سوال حاضر تھا۔

"ہاں۔۔۔!"تھوڑا جھجکتے ہوئے جواب دیا۔ یہ اتنا فری کیوں ہو رہا ہے؟ اس سے پوچھوں؟ نہیں پھر یہ سمجھ جائے گا میں ہانیہ نہیں ہوں۔ تاشفہ نے اپنے تاثرات کو نارمل رکھا۔ حالانکہ اس کے دماغ میں ان گنت سوال ابھر رہے تھے۔

"گریٹ! کتابیں تو میں بھی بہت پڑھتا ہوں۔ ابھی بھی شیکسپیئر کی جولیس سیزر پڑھ رہا ہوں۔ "

"اوہ!" تاشفہ نے ہونٹ سکوڑے۔ "کافی فیمس بک ہے نا؟ میں نے بھی نام سنا ہوا ہے 'مگر کبھی پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ "

"میرا بھی پڑھنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا، مگر یہاں لائبریری میں 'میری نظر پڑی تو میں نے سوچا پڑھ لیتا ہوں۔" اس نے سر کو گھما کر اس طرح جواب دیا جیسے بس معمولی سی ایک بات ہو۔

"اچھا۔۔۔۔!" تاشفہ نے سمجھ کر سر ہلایا۔ بھلا شیکسپیئر کی انگریزی اسے سمجھ بھی آتی ہو گی؟ ہنہہ! وہ طنزاً مسکرائی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

سعد نے دوبارہ اپنی کتاب میں سر ڈال لیا۔ تاشفہ بھی اپنی کتاب پر جھک گئی۔ ہانیہ سے تو وہ ضرور پوچھے گی کہ اس سے وہ کب ملی تھی؟

لائبریری کی فضا میں بسی کتابوں کی مہک' پڑھنے والوں کی سانسوں سے ہوتی ہوئی، ان کے دماغ میں سماتی جارہی تھی۔ اور دھیرے دھیرے دماغ میں لگی دھند' چھٹتی جارہی تھی۔

-------★-------★-------★-------★-------★-------

کیمسٹری کا لیکچر ختم ہوا تو ہانیہ اپنا سامان سمیٹ کر کلاس روم سے باہر نکل آئی۔ ابھی دو لیکچرز اور ہونے تھے' مگر اسے سر میں ہلکا ہلکا درد محسوس ہو رہا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

لابی میں کافی اسٹوڈنٹس کا آنا جانا لگا ہوا تھا۔ وہ بھی درمیانی رفتار سے چلتی ہوئی نیچے کی جانب جارہی تھی۔

"آوچ!" اچانک سے بائیں جانب مڑتے ہوئے اس کا سر کسی سے ٹکرایا۔

بائیں ہاتھ سے ماتھا سہلاتے ہوئے اس نے نظر گھما کر دیکھا' تو سامنے ایک لڑکی عبایا پہنے کھڑی تھی۔ ٹکر لگنے پر وہ ہک بکا گئی۔

"آئم۔۔۔۔ آئم ریئلی سوری۔۔۔۔ انجانے میں مجھے دھیان نہیں ہوا۔" پشیمانی سے کہتی' وہ نیچے بیٹھ کر ہانیہ کے سامان سمیٹنے لگی۔

ویسے تو ہانیہ نے کسی اور موقعے پر اسے چار باتیں سنانی تھیں، مگر اس کے رویے پر وہ چپ کر گئی۔

"کوئی بات نہیں میں نے بھی دھیان نہیں دیا۔" وہ بھی نیچے بیٹھ کر اپنے کاغذات اٹھانے لگی۔

"یہ لیں۔" اس لڑکی نے سارے سامان سمیٹ کر ہانیہ کو پکڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر غور کرتے ہوئے اسے ہانیہ کی شکل جانی پہچانی لگی۔ اسے پہلے کہاں دیکھا ہے؟ اچانک سے دماغ میں چھما کہ ہوا۔ اس لڑکی سے وہ ایئر پورٹ پر ملی تھی۔

"ارے! آپ تو وہی دبئی ایئر پورٹ والی لڑکی ہیں نا؟" اس نے تصدیق کرنی چاہی۔

"دبئی ایرپورٹ؟"ہانیہ نے اچنبھے سے کہا۔"میں آپ کو پہچانی نہیں؟"اسے یاد نہیں آرہا تھا کہ وہ اس سے کب اور کہاں ملی تھی۔

"پرئیر روم میں آپ کا کلیچر چھوٹ گیا تھا۔۔۔"اس نے یاد دلانے کی کوشش کی۔

"اوہ اچھاا!"ہانیہ نے اچھا کو ذرا لمبا کھینچا۔"آپ وہی ہیں؟"اسے ان کی پہلی ملاقات یاد آگئی تھی'جب تاشفہ نے اپنا کلیچر کھو دیا تھا۔

"جی۔"اس نے خوشگواری سے جواب دیا۔"آپ اسی یونیورسٹی میں پڑھتی ہیں؟ "

"ہاں۔۔۔اور تم؟"آپ والا تکلف ہانیہ کے لیے ذرا مشکل تھا،اسلیے وہ سیدھا آپ سے تم پر آگئی۔

"میں بھی۔آپ کون سی فیلڈ میں ہیں؟"وہ دونوں اب اٹھ کر کھڑی ہوگئی تھیں۔

"میں سائنس ڈپارٹمنٹ سے ہوں۔ تم؟ "

"میں انگلش لٹریچر کر رہی ہوں۔ "

وہ دونوں ایک کنارے کھڑے ہو کر ایک دوسرے سے باتیں کر رہی تھیں۔ حالانکہ لابی میں اسٹوڈنٹس کا آنا جانا لگا ہوا تھا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟" ہانیہ نے رسماً پوچھا۔ وہ لوگ ویسے بھی وہاں پر نئے تھے۔ اس لئے جتنے زیادہ لوگوں سے تعلقات بڑھ جائیں، اتنا ہی ان کے لیے اچھا تھا۔

"ماہ نور۔" اس نے مسکرا جواب دیا۔ "اور آپ کا؟"

"میں ہانیہ فرید۔"

ماہ نور نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے' جبھی کسی نے اسے آواز دی۔

"کم آن ماہ نور وی آر گیٹنگ لیٹ "!

ہانیہ نے پلٹ کر دیکھا۔ جہاں وہ لوگ کھڑے تھے' اس سے کچھ دور بنی کلاس روم کے دروازے پر ایک لڑکی کھڑی' ماہ نور کو بلا رہی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کمنگ۔۔!" ماہ نور نے اونچی آواز میں جواب دیا۔

"معاف کرنا میرا لیکچر ہے۔ آپ سے پھر ملاقات ہو گی۔" ماہ نور نے جاتے ہوئے معذرت چاہی۔

"ضرور۔۔۔ ضرور۔" سر ہلا کر کہتے ہوئے ہانیہ بھی آگے بڑھ گئی۔

-------★-------★-------★-------★-------★-------

جس وقت ہانیہ 'ماہ نور سے باتیں کر رہی تھی، اسی وقت نچلے منزے پر حماد کسی کو تلاش رہا تھا۔ تھوڑی سی تگ و دو میں وہ اسے نظر آگئی۔

"صائمہ!" وہ سیدھا اس کے پاس چلا گیا۔

آگے چلتی ہوئی لڑکی نے رک کر گردن پیچھے گھما کے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ اس نے بلیک رنگ کا چکن کا امبرائیڈری والا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ ٹخنوں تک آتے بلیک ٹراوزر کے نیچے بلیک ہیلز پہن رکھی تھیں۔ ڈوپٹہ میرون رنگ کا تھا' جسے اس نے ایک کندھے پر ڈالا ہوا تھا۔ کرلی بال آدھے بندھے 'اور آدھے کھلے ہوئے تھے۔ اور رنگت کھلتی ہوئی تھی۔

"کہیں جا رہی ہو؟"وہ اس کے مقابل کھڑا ہو گیا تھا۔

"ہاں بس کینٹین تک ہی۔۔۔کیا ہوا؟"اس نے سرسری سا بتاتے ہوئے پوچھا۔

"ایکچویلی مجھے پروفیسر جوزف کی نوٹس چاہیے تھیں۔"حماد نے سر کو ذرا کھجاتے ہوئے کہا۔

صائمہ نے تعجب سے اسے دیکھا۔وہ ہر لیکچر میں موجود ہوتا تھا۔

"مگر تم تو کسی بھی لیکچر میں غیر حاضر نہیں تھے۔"اس نے تعجب سے کہا۔کیا یہ لیکچر کے درمیان اپنی نوٹس نہیں بناتا؟

"ہاں میں ابسینٹ تو نہیں تھا لیکن۔۔۔"اس نے وقفہ دیا۔"پروفیسر جوزف کا لیکچر پہلے ہوتا ہے'اور میں دس سے پندرہ منٹ لیٹ ہو جاتا ہوں۔یو نو۔۔۔!"ایک ہاتھ سے کان سہلاتے ہوئے اس نے ذرا شرمندگی سے کہا۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اوہ۔۔۔اچھا۔۔!" صائمہ نے سمجھنے کے سے انداز میں سر ہلایا۔ تو یہ بات تھی۔

"ٹھیک ہے، آؤ میرے ساتھ۔" کہہ کر صائمہ آگے بڑھ گئی۔ حماد بھی اس کے پیچھے چل دیا۔

وہ لوگ سیڑھیوں کے پاس پہنچے تو اوپر کی سیڑھی سے ہانیہ اتر رہی تھی۔ اس نے پیازی کلر کا سمپل سا کاٹن سوٹ پہنا ہوا تھا۔ ہم رنگ ڈوپٹے اور ٹراؤزر میں وہ ہمیشہ کی طرح پرکشش لگ رہی تھی۔ ایک کندھے پر کالج بیگ لٹکا یا ہوا تھا' اور کالے سلکی بال کھلے ہوئے تھے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہانیہ!" صائمہ کی نظر اس پر پڑی تو وہ وہیں رک گئی۔ ہانیہ نے بھی اسے دیکھ لیا تھا۔

حماد نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔ یہ وہی لڑکی تھی جو کل سعد سے باتیں کر رہی تھی۔

"کہاں جا رہی ہو؟" ہانیہ نے صائمہ کے پاس کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

"میں کینٹین تک جا رہی ہوں، کل میں نے تمہیں بتایا تھا۔۔۔" صائمہ نے بتاتے ہوئے استفہامیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"ہاں مجھے یاد ہے۔" ہانیہ نے فوراً اثبات میں سر ہلایا۔

"تو میرے ساتھ چل رہی ہو؟" صائمہ نے اس سے پوچھا تو اس نے سر کو خم دیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

ان کے بات کرنے کے انداز سے حماد نے اندازہ لگایا کہ یہ دونوں کافی قریب ہیں۔ تو یہاں سب ہی ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ بس ایک میں ہی leftover ہوں۔ منہ بناتے ہوئے اس نے سوچا تھا۔

وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے آگے چل رہی تھیں' جبکہ حماد پیچھے تھا۔

کینٹین میں ایک ٹیبل کے گرد بیٹھ کر صائمہ اپنے بیگ سے نوٹس نکال کر حماد کو دینے لگی' جبھی ہانیہ نے اسے نوٹس کیا۔

"یہ کون ہے؟"اس نے صائمہ سے پوچھا۔

"یہ میرا کلاس میٹ ہے۔۔۔حماد!"صائمہ نے غالباً اس کا تعارف کرایا۔

"اسلام علیکم!"نظر ملنے پر حماد نے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام۔۔۔!کہاں سے ہیں آپ؟"ہانیہ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"انڈیا سے۔"مختصر سا جواب ملا۔

"گریٹ۔"ہانیہ مسکرائی۔"تو آپ کے اور بھی انڈین فرینڈس ہوں گے!"

"نہیں!زیادہ نہیں!میں بس ایک دولوگوں کو ہی جانتا ہوں۔"اس نے شانے اچکائے۔

"اوہ۔۔۔!"ہانیہ نے اپنے لب سکوڑے۔"تم انہیں گروپ چیٹ میں شامل کر لونا۔۔۔کبھی ہمیں یا انہیں کچھ کام رہا تو اچھا ہو گا۔"وہ صائمہ سے بول رہی تھی۔

"ہاں میں بھی یہی سوچ رہی تھی۔"صائمہ نے ہانیہ کی تائید کی۔پھر گردن موڑ کر حماد کو مخاطب کیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تم اپنا نمبر مجھے دے دو۔"

کہہ کر اس نے اپنا موبائل نکالا۔فنگر لاک کھول کر کی پیڈ اوپن کیا۔پھر استفہامیہ نظروں سے حماد کی جانب دیکھا۔

حماد ابھی تک کنفیوز تھا۔اسے نمبر دینا چاہئے یا نہیں؟اس نے ان دونوں کو باری باری دیکھا۔وہ دونوں سوالیہ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

"نائن تھری۔۔۔"اس نے سر جھٹک کر اپنا نمبر بتا دیا۔ جسے صائمہ نے اپنے موبائل میں save کر لیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔"صائمہ اسکرین رول کرتے ہوئے بولی، "چلیں جی میں نے آپ کو گروپ میں ایڈ کر دیا ہے۔اور یہ رہی نوٹس!"موبائل سائیڈ میں رکھ کر نوٹس کے کاغذات اسے تھماتے ہوئے وہ مسکرائی۔

" تھینکس !اب میں چلتا ہوں۔"نوٹس کو بیگ میں رکھ کر شکریہ ادا کرتا ہوا'وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوکے۔"ان دونوں نے سر کو خم دیا۔

جب وہ چلا گیا تو ہانیہ نے صائمہ کو ٹھوکہ مارا۔

"باقی سب کہاں ہیں؟ "

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں نے میسیج تو کیا تھا گروپ میں کہ سب کینٹین میں آجانا۔شاید آتے ہی ہوں۔۔۔ "

"اچھا چھوڑو ان کو، چلو کچھ آرڈر کرتے ہیں' بہت زور سے بھوک لگی ہے۔ "

"سب آجائیں تو آرڈر کرتے ہیں نا۔۔۔بس وہ لوگ آتے ہی ہوں گے۔" صائمہ کی متلاشی نظریں دروازے پر چپکی ہوئی تھیں۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"وہ دیکھو زارا لوگ آگئے۔" اس نے ہاتھ کے اشارے سے ہانیہ کی توجہ دروازے کی جانب دلائی جہاں سے تین لڑکیاں چلتی چلی آرہی تھیں۔

"تم لوگ دیر سے آئے ہو کیا؟" ٹیبل پر پہنچ کر پنک ڈریس پہنی ہوئی لڑکی نے کرسی کھسکا کر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں بس دس منٹ ہی ہوئے ہیں۔" صائمہ نے شائستگی سے جواب دیا۔

"لیکن تم لوگوں کو اتنا وقت کہاں لگ گیا؟" ہانیہ نے اسی پنک ڈریس والی لڑکی سے پوچھا۔

"ارے یار۔۔۔ کیا بتاؤں۔۔!" اس نے اپنے ماتھے پر زور سے ہاتھ مارا، "یہ اکانومی کے سر بہت سر دکھاتے ہیں۔ پتہ ہے آج۔۔۔۔۔" اس کی نان اسٹاپ داستان شروع ہو چکی تھی۔ ہانیہ نے ایک گہری سانس لی۔ چاروں لڑکیاں اپنی فیورٹ گوسپ میں مبتلا تھیں۔ ہانیہ کے سر کا درد مزید بڑھ گیا تھا۔

"تم لوگ باتیں کرو، مجھے ذرا کام ہے۔" اس نے اپنی چیئر سے اٹھتے ہوئے کہا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ارے۔۔۔ ارے۔۔۔ کہاں چلی؟" صائمہ نے اسے اٹھتے دیکھا تو فوراً ہی ہاتھ سے اسے روکنے لگی۔ "کم از کم کچھ کھا تو لو۔ "

ہانیہ اب تک اپنا بیگ کندھے پر لے چکی تھی' مزید رکنا اس کے لئے مشکل ہوتا جا رہا تھا۔

"آج نہیں، مجھے ابھی جانا ہے 'ہم کل ملتے ہیں۔" جبراً مسکرا کر اس نے شائستگی سے جملہ ادا کیا۔

"تم کہہ رہی تو ٹھیک ہے۔" صائمہ کے بغل میں بیٹھی ہوئی لڑکی نے شانے اچکائے۔

ہانیہ نے سر کو خم دیا اور کینٹین سے باہر نکل آئی۔ اس کا رخ گیٹ کی جانب تھا۔

کہیں تاشفہ پریشان نہ ہو؟ اچانک سے اسے تاشفہ کا خیال آیا۔

"اسے بتا دیتی ہوں۔" خود میں بڑبڑاتے ہوئے اس نے موبائل نکالا۔ پھر تاشفہ کی چیٹ کھول کر اس پر میسیج ٹائپ کرنے لگی۔

"میں ڈورم میں جا رہی ہوں 'تم میرا ویٹ نہ کرنا۔" میسیج بھیج کر ہانیہ نے موبائل بیگ میں ڈالا اور گیٹ سے باہر نکل گئی۔

موبائل کی بیپ بجی تو تاشفہ نے کتاب سے سر نکال کر اسکرین پر دیکھا' وہاں ہانیہ کا میسج آیا ہوا تھا۔

اس نے اسکرین پر ٹیپ کیا تو چیٹ اوپن ہو گئی۔

"میں ڈورم میں جارہی ہوں' تم میرا ویٹ نہ کرنا۔ "

"اوکے۔" میسج پڑھ کر جواب ٹائپ کیا اور موبائل کو سائیڈ میں کر دیا۔

اس نے کنکھیوں سے سعد کی جانب دیکھا۔ وہ اپنی کتاب میں سر ڈالے ہوئے' اس کے مطالعے میں غرق تھا۔ وہ بھی اپنی کتاب پر جھک گئی۔ اسٹوری کافی انٹرسٹنگ چل رہی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

سعد نے صفحہ پلٹتے ہوئے ایک نظر تاشفہ پر ڈالی' پھر واپس کتاب کے اس پار کی دنیا میں چلا گیا جہاں صرف ریڈرز جایا کرتے ہیں۔

-------★-------★-------★-------★-------★-------

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

رات کو وہ ڈورم میں واپس آئی تو ہانیہ پہلے سے ہی وہاں موجود تھی۔ عام طور پر ان دونوں کی ایک ساتھ ہی واپسی ہوتی تھی۔ مگر آج ہانیہ کے سر میں درد تھا اسلیے وہ جلدی آگئی تھی۔

"کیا ہوا تم آج جلدی آگئیں؟" تاشفہ نے اوور کوٹ اتارتے ہوئے پوچھا۔

"سر میں درد ہے۔"

"اوہ!" تاشفہ نے ہونٹ سکوڑے۔

"تمہارے لی ئے چائے بنادوں؟"

"ہاں۔۔۔ پلیز!" ہانیہ آنکھیں موندیں بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔ تکلیف کے باعث اس کی آنکھیں مکمل نہیں کھل رہی تھیں۔

ہاتھ منہ دھو کر تاشفہ چائے بنانے لگی۔ ویسے تو ڈورم میں گیس کی سہولت موجود تھی، مگر اس کے باوجود انہوں نے چائے وغیرہ بنانے کیلیئے الیکٹرک کیتلی پہلے سے لے رکھی تھی۔ کوکنگ کے لئے گیس کا استعمال کرنے کے لئے انہیں لابی کے دوسرے کونے تک جانا پڑتا تھا' اسلیے ڈورم کی اکثر لڑکیاں چائے کافی وغیرہ اپنے روم میں الیکٹرک کیتلی میں ہی بنالیتی تھیں۔ تاشفہ بھی اپنے روم میں ہی چائے بنا رہی تھی۔

"یہ لو۔" اس نے چائے کا گرم کپ ہانیہ کو پکڑایا۔

"اور بھی کچھ کھانے کو چاہئے؟ "

"بسکٹ دے دو۔" ہانیہ نے چائے کا کپ سائیڈ میں رکھتے ہوئے کہا۔ سر میں شدید درد اٹھ رہا تھا۔

تاشفہ اٹھ کر لاکر سے بسکٹ کا پیکٹ نکالنے لگی۔ پیکٹ نکالتے ہوئے اس نے ایک نظر ہانیہ کو دیکھا۔ درد سے اس کی آنکھیں لال ہو گئی تھیں۔ ایسا درد اکثر تاشفہ کو بھی ہوتا تھا۔ ٹوینس پرابلم یو نو !

"اگر درد زیادہ ہے تو میڈیسن لے لو۔" تاشفہ بیڈ پر بیٹھ کر بسکٹ نکالنے لگی۔ ہانیہ اس کے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بس چار ہی دو۔" ہانیہ نے اسے اپنے لیے مزید بسکٹ نکالنے سے منع کیا۔ گردن ہلا کر تاشفہ نے چار بسکٹ ہانیہ کو پکڑا دیے، جبکہ خود کیلئے پانچ نکال کر الگ سے رکھ لیے۔

میڈیسن لے کر ہانیہ کچھ دیر میں ہی سو گئی۔ رات کا کھانا وہ دونوں اکثر چھوڑ دیتی تھیں۔ اور آج تو ویسے بھی سر میں درد تھا' رہی سہی بھوک بھی ختم ہو گئی تھی۔ مگر تاشفہ نے اپنے لئے میکرونی بنائی تھی۔ ابھی اسے گھر پر بھی کال کرنی تھی' اور اس کے بعد دوسرے بھی کام رہتے تھے۔ سعد کا خیال تو کب کا ذہن سے اتر چکا تھا۔

-------★-------★-------★-------★-------★-------

رات کی سیاہی ہلکی ہلکی چھٹ رہی تھی۔ صبح کے دھندلکے نقوش ابھی مکمل طور پر واضح نہیں ہوئے تھے۔ وہ تیز قدموں سے آگے آگے چلتی جا رہی تھی یوں کہ اس کا رخ مشرق کی جانب تھا۔ وہ جگہ جہاں سب سے پہلے روشنی ہوتی تھی۔ اس نے کالے رنگ کا چغہ پہن رکھا تھا جسکی ہڈ گری ہوئی تھی۔ لمبے سنہرے بال ہوا میں لہرا رہے تھے۔

تیز رفتاری سے چلتے ہوئے اس کی سانسیں پھولنے لگیں۔ وہ کافی دیر سے چل رہی تھی۔ اس نے اوپر نیچے ہوتی سانسوں کے ساتھ پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔ پیچھے سے آتا ہوا کچا راستہ کچھ کچھ واضح ہو رہا تھا۔ اسے رکنا

نہیں تھا'اس نے دوبارہ اپنے قدم آگے کی جانب بڑھا دیے۔ پھولتی سانسوں کے ساتھ اب وہ چڑھان چڑھ رہی تھی'جبھی اچانک اسے کسی پتھر سے ٹھوکر لگی۔

"آہ۔۔۔!"ایک ہلکی سی کراہ اس کے منہ سے نکلی۔وہ لنگڑا کر دو قدم پیچھے ہوئی تبھی اس کا پیر پھسلا۔

"آااہ۔۔۔۔!"ایک زوردار چیخ تاریک فضا میں گونجی۔

نیچے کالی گہری کھائی تھی۔اس کا وجود دھیرے دھیرے نیچے کالی کھائی میں جا رہا تھا۔اسے سارا منظر اوپر کی جانب اٹھتا دکھائی دیا۔تاریک چٹانوں کے اوپر سے نظر آتا خالی آسمان۔صبح کے آثار نے کالے بادلوں کو گہرا نیلا کر دیا تھا۔سارے نقوش مٹ جانے سے پہلے اسے جو آخری منظر دکھائی دیا تھا وہ کھائی کے اوپری سرے پر رونما ہونے والا ایک سایہ تھا۔بلندی پر کھڑا ایک لمبا تاریک سایہ۔۔۔۔!

تاشفہ جھٹ سے اٹھ بیٹھی۔اس کی سانسیں اُتھل پتھل ہو رہی تھیں۔اس نے تھوک نگلا۔

یہ کیسا خواب تھا؟ وہ کھائی میں کیوں گر رہی تھی؟ ماتھے پر ٹھنڈے پسینے چھوٹ رہے تھے۔ اس نے آس پاس نظر دوڑائی۔ روم کی سبھی لڑکیاں سو رہی تھیں۔ اسے بھی سو جانا چاہیئے تھا۔ اس نے اپنے چہرے کو رگڑ کر ماتھے پر آئے پسینے کو پوچھا۔ دل ابھی تک دھک دھک کر رہا تھا۔ پھر بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے ایک گہری سانس خارج کی۔

"یا اللہ! پلیز آپ میری حفاظت کرنا۔ میرے گھر والوں کی حفاظت کرنا۔ ہر مصیبت سے!" بیڈ پر دوبارہ لیٹ کر وہ دبے لفظوں میں دعائیں مانگنے لگی۔

ان سب میں اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ اس کی آنکھ کب لگی۔ جب دوبارہ آنکھ کھلی تو روم میں اجالا پھیلا ہوا تھا۔ ساری لڑکیاں اٹھ چکی تھیں۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ بیڈ سے نیچے پاؤں لٹکا کر اس نے نیچے فرش کو دیکھا۔ اس کا ذہن صبح کے واقعے کی جانب چلا گیا۔ اس نے کوئی خواب دیکھا تھا۔ مگر کیا؟ ذہن پہ زور ڈالا۔ لیکن کچھ یاد نہیں آرہا تھا۔ یاد آیا تو بس اتنا کہ وہ ڈر گئی تھی۔

"اچھا ہی ہے کہ وہ خواب یاد نہیں آرہا۔" بڑبڑاتے ہوئے اس نے سر جھٹکا۔ اسے دوبارہ سے نہیں ڈرنا تھا۔

دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر انگڑائیاں لیتے ہوئے تاشفہ بیڈ سے نیچے اتری۔ہانیہ اپنے ڈریس میں استری کر رہی تھی۔وہ چلتی ہوئی اس کے پاس آگئی۔

"تمہارا سر درد کیسا ہے؟" بالوں کا جوڑا بناتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"آرام ہے۔" ہانیہ نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے اسے ایک نظر دیکھا۔آف وائٹ ٹی شرٹ اور لوور میں ملبوس، بالوں کا جوڑا بنائے،وہ کسی گہری سوچ میں گم تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جاؤ جا کر منہ ہاتھ دھلو۔ورنہ ہم کلاس کے لئے لیٹ ہو جائیں گے۔" اسے تنبیہہ کرتے ہوئے ہانیہ نے استری کا پلگ نکالا اور اپنے ڈریس کو ہینگر میں لگانے لگی۔آج یہی ڈریس پہن کر اُسے یونیورسٹی جانا تھا۔

"ہمم! جا رہی ہوں۔" بیزاری سے کہتے ہوئے تاشفہ مرے قدموں سے باتھ روم کی جانب چل دی۔ابھی اُسے بھی اپنے کپڑوں میں استری کرنی تھی۔

-------★-------★-------★-------★-------★-------

تھری۔۔۔ٹو۔۔۔ون۔۔۔گو !

ایمپائر کے سیٹی بجاتے ہی گراؤنڈ میں 200 میٹر کی دوڑ شروع ہو گئی۔وسیع و عریض میدان میں اُس وقت بس پانچ لڑکے ہی دوڑ رہے تھے۔دوڑنے والوں میں سعد بھی شامل تھا۔اطراف میں بس تین چار لڑکے کھڑے انہیں دیکھ رہے تھے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

تیزی سے دوڑتا ہوا سعد اپنے مقابل کے لوگوں کو پیچھے چھوڑ کر وننگ لائن کے قریب ہونے کی کوشش میں تھا۔دو لڑکوں کو پیچھے چھوڑتا وہ اب درمیان میں تھا۔اس کے آگے موجود دو کھلاڑی اسے کسی قیمت پر آگے نہیں آنے دے رہے تھے۔

"تم کر سکتے ہو سعد!" کنارے کھڑے دو لڑکوں میں سے ایک نے آواز لگائی۔

گراؤنڈ میں موجود پانچوں لڑکے نہایت تیز رفتاری سے دوڑ رہے تھے۔ ونگ لائن نہایت ہی نزدیک آچکی تھی۔

سعد پوری قوت سے بھاگا۔

بس دس قدم اور۔۔۔ پانچ قدم۔۔۔ تین۔۔۔ دو۔۔۔ ایک۔۔۔

اور وہ لائن پار کر چکا تھا۔ اس کے پیچھے وہ دونوں لڑکے بھی لائن پار کر چکے تھے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"زبردست۔۔۔ بہت عمدہ!" جیت کی خوشی میں چہکتے کنارے پر کھڑے دونوں لڑکے دوڑ کر سعد کے پاس آئے۔ وہ زمین پر ڈھے تھا۔ اُس کا تنفس پھول رہا تھا۔ ان دونوں میں سے ایک نے سعد کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کیا۔

وہ تینوں چلتے ہوئے پلے گراؤنڈ پر بنی سیڑھیوں پر بیٹھ گئے۔ سعد ابھی تک ہانپ رہا تھا۔

"یہ لو۔" کسی نے اسے پانی کی بوتل پکڑائی۔

اُس نے بوتل منہ سے لگا کر گٹا گٹ پانی اپنے اندر انڈیلا۔ ٹھنڈا پانی جسم کے اندر گیا تو کچھ راحت محسوس ہوئی۔ اس نے اب دھیان دیا کہ باقی لوگ کیا کہہ رہے تھے۔

ویسے تو اسے اسپورٹس سے اتنا کوئی لگاؤ نہیں تھا مگر آج جب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گراؤنڈ میں آیا تو وہاں چار لڑکے دوڑ رہے تھے۔ غالباً وہ آپس میں ہی مقابلہ کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک کی چال کافی مضحکہ خیز تھی۔ اس کے دوڑنے کے انداز پر ان لوگوں کی ہنسی چھوٹ گئی۔ ان کے قہقہہ لگانے پر وہ چاروں لڑکے رک کر انہیں دیکھنے لگے۔

"کیا ہوا تمہیں بہت ہنسی آرہی ہے؟" ان لڑکوں میں سے ایک نے سعد کے قریب آکر سخت لہجے میں پوچھا۔

اس کی ہنسی فوراً ہی غائب ہوئی۔

"نن۔۔ نہیں تو۔ میں کب ہنسا؟" اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"جب ہم دوڑ رہے تھے۔" اِس دفعہ دوسرے لڑکے نے یاد دہانی کرائی۔

اُن چاروں لڑکوں نے سعد اور اس کے دونوں ساتھیوں کے قریب آکر انہیں گھیرے میں لے لیا۔ وہ تینوں ایک قدم پیچھے ہٹے۔ آپس میں نظروں کا تبادلہ کیا۔ وہ چاروں سینئر تھے۔ اور یونیورسٹیوں میں تو ریگنگ عام بات تھی۔

"نہیں ہم آپس کی بات میں ہنس رہے تھے۔" سعد کے ساتھ کھڑے لڑکے نے خود کا دفاع کیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اچھا۔۔۔!" پہلے والے سینئر نے بھویں سکوڑیں۔

"پھر بھی کیوں نہ ایک میچ ہو جائے۔۔۔! تم تینوں میں سے ایک ہمارے ساتھ ریس لگائے گا۔ اگر تم جیتے تو تم لوگ جاسکتے ہو۔ لیکن۔۔۔۔!" وہ دو قدم اور نزدیک آیا اور ان تینوں کی آنکھوں میں باری باری جھانکا۔

"اگر ہم جیتے تو جیسا ہم کہیں گے تمہیں وہ کرنا ہو گا۔ "

"مگر تمہاری ٹیم میں چار لوگ ہیں۔ اور ہم میں سے صرف ایک؟" سعد نے شکایت کی۔

"یہ تمہارا مسئلہ ہے۔ اگر کوئی نہیں آیا تو ہم تمہیں جانے نہیں دینگے۔" اس کا لہجہ اٹل تھا۔

کچھ دیر بعد سعد ان چاروں کے ساتھ دوڑ کے مقابلے کے لئے تیار کھڑا تھا۔ اور اب وہ جیت چکا تھا۔ طے کی گئی شرط کی بنا پر وہ چاروں لڑکے انہیں چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

کچھ دیر تک سعد وہاں بیٹھا رہا پھر لائبریری جانے کا کہہ کر اٹھ گیا۔

سعد لائبریری میں آیا۔ وہاں بسی کتابوں کی مہک نے کچھ دیر قبل ہوئی مڈ بھیڑ کی تلخیاں مٹانا شروع کر دیں۔

وہ چلتا ہوا ایک شیلف کے پاس آیا۔ ایک ایک کر کے شیلف کو کھنگالتا وہ آگے بڑھ رہا تھا۔ ساری کتابیں انگلش میں تھیں۔ کورس کی کتابوں کی بات الگ تھی۔ وہ سمجھ میں آجاتی تھیں۔ لیکن ان انگلش ناولز کی زبان کافی پیچیدہ تھی۔ کچھ نہ سوجھنے پر اس نے ایک کتاب اٹھائی اور کرسی کھسکا کر بیٹھ گیا۔

"آآچھی۔۔۔۔!"

ابھی اُس نے بس پہلا ہی صفحہ کھولا تھا جب بازو میں بیٹھی ہوئی لڑکی کی چھینک کی آواز سنائی دی۔ اس نے کراہت سے اُسے دیکھا۔ یہ بھی کوئی وقت ہے چھینکنے کا؟(خیر چھینکنے کا کون سا وقت ہوتا ہے؟) سعد کی نظریں اُس کے چہرے سے پھسل کر اس کے ہاتھوں کی جانب گئی تو وہ چونکا۔ اُس لڑکی نے اپنے ہاتھوں میں اردو کتاب پکڑی ہوئی تھی۔

"یہ کتاب آپ کو کہاں سے ملی؟" وہ تجسّس سے فوراً آگے ہوا۔

"یہ میں اپنے ساتھ لے کر آئی ہوں۔" ماہ نور نے اُسے دیکھا۔

گرے جینز پر وائٹ ٹی شرٹ پہنے وہ اپنی کرسی کے ساتھ آگے کو جھکا ہوا تھا۔ کھلتی ہوئی رنگت میں اس کی کالی آنکھیں معصومیت سے بھری ہوئی تھیں۔ بال جیل لگا کر پیچھے کرنے کے باوجود وہ شکل سے کم عمر دکھ رہا تھا۔

"اوہ! اچھا!" سعد نے ہونٹ سکوڑے۔ "مجھے لگا شاید اس لائبریری میں کہیں اردو کتابیں ملتی ہوں۔ "

"یہاں کیسے اردو کتاب ملے گی؟" ماہ نور استہزاء سے مسکرائی۔

"یہاں پر ساری کتابیں انگلش میں ہی ہوتی ہیں۔ "

"جی۔" سعد نے گردن ہلائی۔ اس نے بھی عجیب ہی سوال کر دیا تھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"بائی داوے۔۔۔۔" اس نے بات جاری رکھی۔ "یہ کونسی کتاب ہے؟" کتاب کا نام جاننا چاہا۔

"پیرِ کامل۔" ماہ نور رسان سے بولی۔

"ارے واہ!" اس کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔ "میں نے بھی یہ ناول پڑھی ہے۔ یہ میری فیوریٹ بک ہے اور سالار سکندر کی تو بات ہی الگ ہے۔" وہ خوشی سے چہک رہا تھا۔

"مجھے بھی اس کا کیریکٹر اچھا لگ رہا ہے۔ لیکن ابھی میں نے آدھی اسٹوری ہی پڑھی ہے۔" ماہ نور صفحہ کھول کر اُسے دکھا رہی تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آپ پوری پڑھیے۔ بہت ہی اچھی کتاب ہے۔ اور اس کے بعد اس کا دوسرا پارٹ بھی ہے۔ وہ بھی پڑھیے گا۔" تیزی سے کہتے ہوئے وہ ایک کے بعد ایک کتابوں کا اشتہار دے رہا تھا۔

(کیا خیال ہے اُسے اشتہار دینے کے پیسے ملتے ہونگے؟)

"میں ضرور پڑھوں گی۔"ماہ نور نے سر کو خم دیا۔ پھر پوچھا۔"تمہارا نام کیا ہے؟ "

"سعد عباس۔ اور آپ کا؟ "

"ماہ نور۔ تم اسی یونیورسٹی میں پڑھتے ہو؟"اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے سعد کو دیکھا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"جی۔ "

"مگر تم کافی کم عمر نظر آتے ہو۔۔۔۔"اس کا سوال ابھی بھی اٹکا ہوا تھا۔

"دراصل میرا اکیڈمک رزلٹ اچھا تھا تو اسکول میں مجھے پروموٹ کر دیا گیا تھا۔"سعد نے سمجھانے والے انداز میں وجہ بتائی۔

"ٹھیک۔۔۔۔ٹھیک۔۔۔!"ماہ نور نے گردن ہلائی۔اس کی بات اُسے سمجھ میں آگئی تھی۔

"آپ کے پاس کوئی اور کتاب ہے جو اردو میں ہو؟"سعد نے جاننا چاہا۔

"نہیں۔بس یہی ایک ہے۔ "

ماہ نور کے جواب پر اس کا منہ لٹک گیا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"چلیں ٹھیک ہے۔"گردن ہلا کر کہتے ہوئے اس نے اپنی کرسی پیچھے کھسکالی۔

ماہ نور اپنی کتاب پر جھک گئی۔ اس نے بھی بے دلی سے اپنے سامنے رکھی ہوئی کتاب کھولی۔ اب اس کی آدھی باتیں سمجھ آئینگی اور آدھی اوپر سے گزر جائینگی۔ برا سا منہ بنایا۔ مگر اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ آخر اُسے کتابیں پڑھنا پسند تھا۔ کوئی نہیں تو یہی سہی!

-------★-------★-------★-------★-------★-------

شام کے اس پہر موسم کافی خوبصورت ہو گیا تھا۔ ڈوبتے سورج کی لالی نے آسمان کو مزید خوبصورت بنا دیا تھا۔ فضا میں چہچہاتے پرندے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

وہ اس وقت برگد کے پیڑ کے نیچے رکھی ہوئی لکڑی کی بینچ پر بیٹھا اس سارے منظر کو اپنی آنکھوں میں جذب کر رہا تھا۔ اس کی آنکھیں خوبصورت تھیں۔ گہری کالی آنکھیں، مڑی ہوئی پلکیں، اٹھی ہوئی ناک اور گندمی رنگت میں وہ کافی جاذبِ نظر تھا۔ چھوٹے کٹے ہوئے بال ماتھے پہ آگے آ کر گرتے تھے۔

اس نے ایک پر سکون سانس خارج کی۔اس کے سامنے پھیلا شہر لندن ڈوبتے سورج کی سنہری کرنوں سے نہا گیا تھا۔

وہ اس وقت یونیورسٹی کی پچھلی جانب تھوڑی دوری پر واقع ایک اونچے مقام پر تھا جہاں سے سارا لندن شہر دکھائی دیتا تھا۔اس نے یہ جگہ حال ہی میں دریافت کی تھی۔ آج بھی لیکچرز ختم ہونے کے بعد وہ ہوسٹل جانے کی بجائے سیدھا یہاں آ گیا تھا۔قدرتی مناظر تو ہر کسی کا دل موہ لیتے ہیں۔پھر وہ تو حماد یوسف تھا۔۔۔ ان حسین مناظر کا دلدادہ۔

اچانک سے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو حماد نے نظریں گھمائیں۔جہاں وہ بیٹھا ہوا تھا اس کے دائیں جانب سے ہانیہ چلتی چلی آ رہی تھی۔ کل کی بہ نسبت آج اُس نے ہلکے نیلے رنگ کا ٹاپ پہنا ہوا تھا۔پاؤں میں سفید جوتی پہن رکھی تھی اور بال ہمیشہ کی طرح کھلے ہوئے تھے۔

برگد کے پیڑ کے قریب آنے پر اس کی نظر لکڑی کے بنچ پر بیٹھے حماد پر پڑی۔نیوی بلیو ٹی شرٹ پر آف وائٹ جینز پہنے، سفید جوگرز میں مقید پیروں کی قینچی بنا کر وہ اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"السلامُ علیکم!" نظر ملنے پر وہ مسکرایا۔

ہانیہ بھی جواباً مسکرائی۔

"وعلیکم السلام۔ "

بنچ کے دوسرے سرے پر بیٹھ کر اس نے اپنا بیگ سائڈ میں رکھا۔

"کیسی ہیں آپ؟ "

"میں ٹھیک۔ آپ بتائیں؟" وہ اب پوری طرح سے حماد کی جانب متوجہ تھی۔

"الحمدللہ۔ کالج کے اِس پار کیسے آنا ہوا آپ کا؟ "

"غروب آفتاب دیکھنے آئی ہوں۔ "

"آپ کو قدرت کے نظارے پسند ہیں؟" حماد نے ایک ابرو اٹھا کے پوچھا۔

اُس کے اس سوال پر ہانیہ اُس کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔

"قدرت کے نظارے کسے پسند نہیں ہوتے؟" پھر گردن موڑی۔ "یہ الگ بات ہے کہ ہم اپنی اپنی زندگیوں میں اتنے مصروف ہو جاتے ہیں کہ کبھی فرصت میں بیٹھ کر انہیں سراہنے کا موقع نہیں ملتا۔ "

وہ دونوں لکڑی کی بینچ پر بیٹھے سامنے دیکھ رہے تھے۔

"لیکن جب موقع ملے تو انہیں سراہ لینا چاہیے۔ کون جانے ہم سے کونسی نعمت کب چھن جائے؟"

اُس نے ہانیہ کا جملہ مکمل کر دیا تھا۔ہانیہ کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔دور کھڑے ٹاور کا اوپری سرا ڈوبتی روشنی میں کسی آگ کی طرح جلتا دکھائی دے رہا تھا۔

حماد نے ایک گہری سانس لی۔طمانیت کا ایک احساس سارے وجود میں پھیل گیا تھا۔دور کھڑے ٹاور کے اوپری سرے سے منعکس ہوتی کرنیں برگد کے پیڑ کے نیچے لکڑی کی بنچ پر بیٹھے اُن دونوں وجود کو مس کر کے سمٹ گئی تھیں۔فضا میں اڑتا ہوا پرندہ ان دونوں کو برگد کے پیڑ کے نیچے چھوڑتا دور ہوتا جا رہا تھا۔

وہ سنہری شام واقعی بہت خوبصورت تھی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

جاری ہے

باقی آئندہ

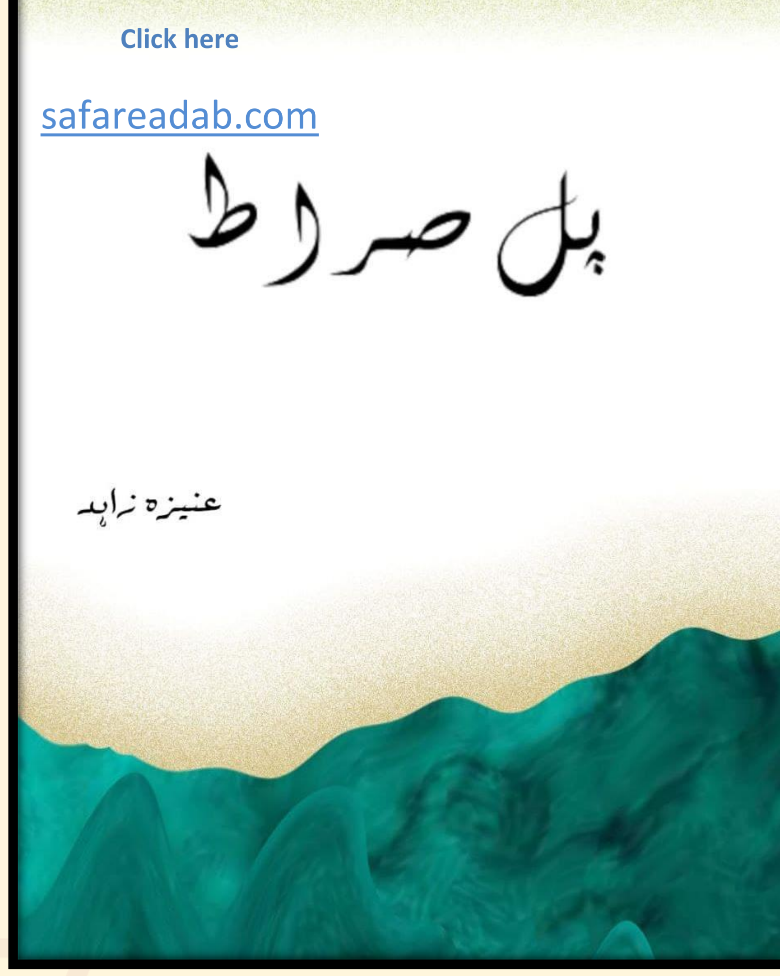

"تم مجھے ایک برا انسان سمجھتی ہونا۔ مجھے پہچاننے میں تم سے ذرا سی غلطی ہو گئی۔ میں صرف برا نہیں، ایک بدترین انسان ہوں۔" وہ گلاس میں شراب انڈیلتے ہوئے ایک ٹرانس میں کہہ رہا تھا۔ شراب گلاس سے باہر گرنے لگی تھی پر اسے تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا۔ پھر اس نے وہ گلاس اٹھایا اور اسکی طرف دیکھا۔

وہ خوف سے اپنی جگہ پر سمٹی۔ "کیا کہہ رہی تھی تم؟ اس وقت تمہارا کوئی موڈ نہیں ہے مجھ جیسے شرابی کے منہ لگنے کا؟" وہ خود سے سوال کرتا، خود سے جواب دیتا اس کے قریب بیٹھا۔ "اور یہ کہ میں نشئی ہوں؟ آج تمہیں بھی شراب کی لذت چکھاؤں گا۔" اس نے گلاس منال کے منہ کے قریب کیا۔

☆☆☆

'کبھی تو تو بھی محبت کرے گا۔'

فاران احمد نے محبت کی تھی!

'تو بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہے گا۔۔'

اس نے بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہا تھا۔

اور پھر۔۔ پھر وہ تجھے چھوڑ جائے گی۔'

اور پھر وہ اسے توڑ گئی۔

'پھر میں تیرے پاس آؤں گا۔ اور کہوں گا کہ دل پہ مت لے۔ وہ چلی گئی تو کیا ہوا، کوئی اور آجائے گی۔'

اسکے جانے کے بعد کوئی نہیں آیا۔ اس نے آنے ہی نہ دیا۔

"یہاں دستخط کرو غازہ ! " کاغذ غازہ کے سامنے کرتے ہوئے انہوں نے کہا تو غازہ نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اس اجنبی شخص کو دیکھا جس سے ابھی وہ چند گھنٹوں پہلے ملی تھی۔ ان چند گھنٹوں کی ملاقات نے اس شخص کو اس کا مختار بنا ڈالا تھا۔ زندگی میں پہلی بار قلم پکڑتے ہوئے غازہ کے ہاتھ بری طرح کانپے تھے۔ وہ تو با آسانی قلم تھام کر شفاف کاغذ پر آڑھی ترچھی لکیریں کھینچ کر بہت سارے خاکے بنا لیا کرتی تھی، کچھ دھندلے ہوتے تو کچھ میں پہلی ہی جست میں جان موجود ہوتی۔

"تم رشتے کھونے سے ڈرتی ہو غازہ ! " سبیکہ کا چند روز قبل کہا گیا جملہ کان کے پردے پر ابھرا تھا۔

"سچ کہا تھا تم نے میں رشتے کھونے سے ڈرتی ہوں سبیکہ ! اور یہ نیا ادھورا رشتہ بھی شاید میں کھونے کے لیے ہی بنا رہی ہوں۔" دل میں اس کے کہے کا جواب دے کر اس نے کاغذ پر قلم گھسیٹا تھا۔ عجیب بات تھی وہ ایک کاروباری شادی کے لیے دلہن بنی ہوئی تھی۔

☆☆☆

"میری زندگی برباد کر کے تم یہاں سکون سے سو رہی ہو۔ شام سے مینو مجھے فون کر رہی ہے اور میں اس کا فون نہیں اٹھا رہا جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ میں اس سے بے وفائی کرنے پر بے حد شرمندہ ہوں۔ اپنی زندگی میں پہلی بار میں نے کسی کو چاہا ہے اور تم زبردستی ایک بزنس ڈیل کی طرح میرے سر پر آ گئی ہو۔" وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا ہوا اپنے اندر کا سارا انتشار اس پر انڈیل رہا تھا۔ غازہ خاموشی سے بس اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اسے واقعی ہی اس شخص پر ترس آیا تھا جس کی محبت آباد ہونے سے پہلے ہی اس کے باپ نے اجاڑ دی تھی۔ وہ بستر سے اتر کر اس کے نزدیک آئی تھی۔

"میں بہت تلخ ہو چکی ہوں کلیج ! جانتے ہو کیوں؟" اس نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی آہستگی سے کہا تھا۔

"کیونکہ اس دنیا اور معاشرے کی سفاکی آپ کو تلخ بنا دیتی ہے۔ اول تو مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم کسی سے کمیٹڈ ہو اور بالفرض اگر مجھے معلوم بھی ہوتا تو تب بھی میں وہاں کچھ نہیں کر پاتی۔ میں یہ کاغذی تعلق تب بھی نہیں روک سکتی تھی۔ تمہاری مجرم میں نہیں ہوں کلیج ارسلان ! بلکہ اپنے مجرم تم خود ہو۔ مینو کے مجرم تم ہو جو محض اپنے باپ کی لالچ کے ہاتھوں اپنی محبت پر ایک کاغذی سوتن لے آیا۔" وہ سینے پر بازو لپیٹے انتہائی تلخی سے کہہ رہی تھی جبکہ کلیج بس حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"جانتے ہو میرے لیے اب محبت کیا ہے۔" وہ آنسوؤں کو بمشکل روکے ہوئے تھی۔ "م جس سے (ال) مالک شروع ہوتا ہے، ح جس سے (ال) حلیم شروع ہوتا ہے، ب جس سے (ال) باری اور ت سے تمنا (وہ جو اللہ سے کی جاتی ہے) شروع ہوتی ہے۔۔ بس یہی ہے میرے نزدیک محبت!" وہ ضبط کی انتہا پہ تھی۔ "ایک وقت تھا تم میری تمنا تھے مگر اب صرف ایک ہی تمنا ہے میری۔۔۔ اللہ۔۔۔ بس اللہ۔۔!" وہ رکی اور گہرا سانس لے کر بولی۔ "ایک بار بھابھی نے کہا تھا کہ ایک بار جو چڑھ جائے رنگِ حبِّ الٰہی تو اترتا نہیں۔۔۔! ہاں وہی رنگ چڑھ گیا ہے مجھے۔" وہ زید کی خاموشی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اب ایک آخری جملہ رہ گیا تھا کہنے کو۔ وہ ہمت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ کہنے لگی تھی کہ زید بولا۔ "تمنا تمہیں نہیں بھی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تمہارا ہوں، تمہارا تھا، اور تمہارا ہی رہوں گا۔ شوہر کی تمنا بھی ہوتی ہے بھلا کسی کو۔" وہ مسکرانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"شوہر کے غیر محرم ہونے میں بس ایک دستخط کی دیر ہوتی ہے۔" وہ سنگدل ہو چکی تھی۔ دوسری جانب زید کو دھچکا لگا تھا۔

☆☆☆

"مجھے سننے میں آیا ہے کہ تم کسی کو پسند کرتی ہو۔" اسے جھٹکا لگا کیا وہ جان گئے تھے۔ وہ ذرا بوکھلا گئی مگر جھوٹ وہ نہیں بولنا چاہتی تھی۔

"جی، مگر آپ سے کس نے کہا؟" اس نے لکھ ہی دیا۔

"وہ اہم نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اس کا نام کیا ہے؟" وہ کچھ مزید بوکھلائی۔ اب کیا کرے؟

"میں نہیں بتا رہی۔ ابھی کچھ کنفرم نہیں ہے۔ میں ایسے تو نام نہیں بتا سکتی نا؟" اسے یہی جواب ٹھیک لگا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ یہ تاثر دے گی کہ وہ جو کوئی بھی ہے اس نے سوچنے کا وقت مانگا ہے۔ اب جھوٹ ہے تو جھوٹ سہی۔ شرم سے تو بچ جائے گی نا۔

"ویسے تم نہ بھی بتاؤ تو میں جانتا ہوں وہ کون ہے۔" وہ گھبراہٹ میں پگھل رہی تھی جلتی موم کی طرح۔

اچھا اتنے پُریقین ہیں تو بتائیں نام؟" اس نے ڈرتے ڈرتے ٹائپ کیا۔

"میں جانتا ہوں تم مجھے ہی پسند کرتی ہو، آئمہ۔" وہ دم بخود رہ گئی۔ آخر وہ کیسے جان سکتے تھے؟ ور اگر وہ جانتے تھے تو کب سے جانتے تھے؟ وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔

"اگر تمہاری مجھ سے شادی نہ ہوئی ہوتی اور تمہیں موقع ملتا تو کیا تم حسن خان کو اپنا لیتی؟"

رقیہ الجھ سی گئی۔ "میں سمجھی نہیں آپ کی بات کا مطلب۔"

وارث جان نے بہت سوچنے کے بعد سوال کا انداز بدل دیا۔ "تمہیں مجھ میں یا حسن خان میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو کسے چنو گی؟"

رقیہ وارث کے اس سوال پر ناراض ہو گئی۔ "کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔ یہ کیسا عجیب سا سوال ہے۔۔ آپ شوہر ہیں میرے اور وہ کوئی نہیں میرا۔ بس ساتھ پڑھتا ہے اور اچھا کلاس فیلو ہے۔ اس کا آپ سے کیا مقابلہ بھلا!!"

وارث جان ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔ "رقیہ میں صرف اور صرف تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم حسن خان کے ساتھ کو پا کر خوش رہ سکتی ہو تو۔۔۔" اس کے باقی ماندہ الفاظ اندر کہیں دب کر رہ گئے تھے۔ رقیہ جو وارث جان سے کبھی اونچی آواز میں بولنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے وارث جان کے گال پر زوردار تھپڑ مار دیا۔۔ اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ کیسے اس کا ہاتھ وارث پر اٹھ گیا۔۔

☆☆☆

"امبر تم نے کہیں رقیہ کو دیکھا ہے۔ مجھے گیٹ سے پتا چلا کہ رقیہ آچکی ہے۔" رقیہ کی حسن کی طرف بیک تھی۔ رقیہ مسکراتے ہوئے پلٹی اور حسن خان وہیں دل تھام کر کھڑا ہو گیا۔ "اف۔۔ کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔" اس سے پہلے کہ حسن خان مزید کچھ اور کہتا رقیہ اس کی طرف بڑھی۔ حسن خان کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ آج وہ رقیہ کو پا لینے کے جنون سے آیا ہے۔ حسن خان کے ساتھ اس کی والدہ بھی تھیں۔ انہوں نے رقیہ کے لیے تعریفی جملے کچھ اس طرح کہے۔ "بہت خوبصورت ہو تم اور آج تو بہت زیادہ حسین لگ رہی ہو۔ جانتی ہو آج حسن مجھے کیوں لایا ہے اپنے ساتھ؟؟" ابھی وہ مزید کچھ کہتیں کہ رقیہ نے مسکرا کر حسن کو مخاطب کیا۔

"حسن ان سے ملو میرے ہسبنڈ۔ سردار وارث جان۔" حسن کی آنکھیں پھٹ سی گئیں وہ بے اختیار بولا "کیا؟؟ کیا کہا ہے تم نے۔۔۔؟؟ کون ہے یہ؟؟۔۔۔ مطلب تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے ان کا؟؟؟"

ناول عنکبوت کی ایک جھلک

اس نے اپنی سرخ ہوتی آنکھوں کو سپائڈر پر گاڑا اور پوچھا "کون ہو تم اور مجھے یہاں کیوں لے کر آئے ہو؟" آواز کی کپکپاہٹ پر قابو پاتے ہوئے وہ مضبوط لہجے میں بولی۔

سپائڈر ہنس دیا اور پھر اس کے ارد گرد گرد ایک گول چکر کاٹ کر دوبارہ سے اس کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا "لڑکی تو بڑی خوبصورت ملی ہے اس ایس۔پی کے بچے کو"۔

زرتاشہ نے بنا کچھ کہے اسے گھورا۔

"لیکن مجھے تم پر تھوڑا سا ترس آ رہا ہے بلکل تھوڑا سا، جانتی ہو کیوں؟"

زرتاشہ اب بھی کچھ نہ بولی بس اس کی حرکات و سکنات نوٹ کرتی رہی۔

"چلو میں ہی بتا دیتا ہوں۔ ویسے سیف بخش کو تو جانتی ہوں ناں؟" زرتاشہ نے اب کہ آنکھوں میں نا سمجھی لیے اسے دیکھا۔ وہ کسی سیف کو نہیں جانتی تھی۔

سپائڈر نے اپنا ماتھا چھوا "اوہ میں بھی کونسا شریفانہ نام لے رہا ہوں۔ مجھے تو یہ کہنا چاہیے کہ سپائڈر کو تو جانتی ہو گی"۔ اور اس نام کو سن کر زرتاشہ کے ذہن میں ایک ساتھ بہت کچھ کلک ہوا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اور اگر نہیں بھی جانتی تو اب جان جاؤ گی کہ میں کیا چیز ہوں اور کس قدر زہریلا ہوں۔ بس تھوڑا سا انتظار مائی ڈیئر" وہ بولتے بولتے سیدھا زرتاشہ کے سامنے جھکا اور اس کی آنکھوں میں گھورتے ہوئے سرد لہجے میں بولا

"کیونکہ اب سے کچھ منٹ بعد تمھاری سزا شروع ہو جائے گی۔ بہرام کی بیوی ہونے کی سزا۔ اس کے ساتھ سپنے دیکھنے کی سزا۔ اسے اس کے ٹراما سے باہر نکالنے کی سزا اور اس کی ہمت بننے کی سزا۔ اب دیکھو ناں کتنی ساری سزائیں تمھارے کھاتے ہیں آتی ہیں" اس نے افسوس سے سر ہلایا جبکہ دور کھڑے غیوث نے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا۔

"اصل میں مجھے اُس ایس۔ پی کو سزا دیتے ہوئے مزہ نہ آتا یو نو وہی بورنگ مار دھاڑ۔ تو میں نے سوچا کیوں ناں ایس۔ پی کی جان سے پیاری چیز کو ہی اڑا لیا جائے۔ اب دیکھو وہاں وہ تمھارے لیے پل پل تڑپے گا اور یہاں تم درد کی اذیت سے تڑپو گی۔ اور ان تمام تکالیف کو پلس کر کے سپائڈر کو ملے گا ایک اطمینان، ایک سکون اور چین بھری نیند" اس نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس کھینچی گویا اس پل کو محسوس کرنا چاہتا ہو جبکہ زرتاشہ اسے ہراساں نظروں سے دیکھے گئ۔ سپائڈر اس کی سوچ سے بھی زیادہ خطرناک تھا۔

اس کی بیماری اس نہج پر پہنچ چکی تھی جسکا علاج تقریباً ناممکن ہو چکا تھا۔

وہ یوں ہی آنکھیں بند کیے زرتاشہ کے سامنے بیٹھا رہا جبکہ اس نے اپنے چہرے کا رخ دائیں جانب کیا جہاں سے سانپوں کی پھنکاریں سنائی دے رہی تھیں۔ یہ دیکھ کر وہ ششدر رہ گئی کہ اس عجیب سے لیب میں کافی تعداد میں سانپ اور مکڑے موجود ہیں۔ خوف کی شدید لہر اس کے تن بدن میں سرایت کر گئی۔

"اللہ مجھے بچالیں" دل سے ایک ہی دعا نکلی۔ اسے رونا آرہا تھا اور بہت زیادہ آرہا تھا لیکن وہ ہونٹ بھینچے خود پر ضبط کیے بیٹھی رہی۔

"ارے خوبصورت لڑکی ڈر گئی کیا؟؟" نہ جانے کب اس نے آنکھیں کھولیں اور پھر اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر بڑے دوستانہ انداز میں پوچھا جیسے وہ دونوں سالوں سے جانتے ہوں ایک دوجے کو۔

پھر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور اس کے ماتھے پر آئے بال ہٹانے لگا۔ زرتاشہ نے نفرت سے اپنا سر جھٹکا اور غرائی "دور کرو اپنے یہ ناپاک ہاتھ۔ مجھے ہاتھ لگانے کی کوشش بھی مت کرنا ورنہ انجام اچھا نہیں ہوگا" اس کے ہر لفظ سے گویا نفرت ٹپک رہی تھی۔ بس بہت ہو گیا تھا۔ اس کی برداشت جواب دے چکی تھی۔ سامنے کھڑا پاگل انسان اب حد سے آگے بڑھ رہا تھا۔

سپائڈر کھڑا ہوا اور محظوظ انداز میں ہنس دیا پھر کہنے لگا "کس کے بل بوتے پر اتنا اکڑ رہی ہو زرتاشہ صدیقی۔ اگر میں چاہوں تو ابھی تمھیں تباہ کر کے رکھ دوں۔ اور کوئی تمھیں بچا بھی نہیں پائے گا بلکہ بچا کیا یہاں سے تو تمھاری آواز بھی باہر نہیں نکل سکتی۔ لیکن نہیں یہ تکنیک بہت پرانی ہو گئی اور سپائڈر نئے نئے تجربات کرتا ہے اسلیے آج تم پر بھی ایک نیا ٹارچر آزمایا جائے گا" وہ آخر میں گویا چہکا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"رہی بات تمھارے اس ایماندار شوہر کی تو وہ یہاں نہیں آنے والا کیونکہ وہ تو اپنی تھانے کی آگ بجھانے میں مصروف ہے۔بچارے کی ساری توانائی وہیں خرچ ہو جائے گی اور جب اسے کچھ معلوم ہو گا تب تک کافی دیر ہو چکی ہو گی۔

اب یہ امید تو تم دل سے نکال ہی دو تو اچھا ہے ورنہ آخر میں تکلیف زیادہ ہو گی" سپائڈر نے گویا سارا پلین ترتیب دے دیا تھا لیکن وہ اس بات کو قطع فراموش کر چکا تھا کہ ایک ذات اوپر بھی ہے جس کی پلیننگ کے آگے تمام پلیننگز فیل ہو جاتی ہیں۔

زرتاشہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے طنزیہ سا مسکرا دی۔

"کن خوش فہمیوں میں گھرے ہو سپائڈر۔مت بھولو کہ خود کو خدا سمجھنے والے ہمیشہ غرق ہوئے ہیں اور تم بھی جلد ہی غرق ہو جاؤ گے۔بہتر ہے کہ توبہ کر لو ابھی بھی وقت ہے ورنہ ڈوبنے کے بعد محض جسم ہی اوپر آتا ہے باقی سب فنا ہو جاتا ہے" کلائیوں میں بڑھتے درد کو برداشت کرتے ہوئے وہ بولی۔

"ہمم چلو دیکھ لیتے ہیں" سپائڈر نے سر ہلایا اور پھر میز پر رکھی شیشی کو اٹھایا اور اس میں بھرے زہریلے سیال کو انجیکشن میں بھرنے لگا۔

انجیکشن کو ایک اندازے کے مطابق بھرنے کے بعد اسے اچھے سے چیک کیا اور پھر زرتاشہ کے قریب آنے لگا۔اس کا ہر قدم گویا زرتاشہ کے دل پر پڑ رہا تھا وہ ساکت سی اسے دیکھے گئی۔وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے لیکن وہ جو بھی ہو گا انتہائی بھیانک ہو گا۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

مکمل ناول فری میں پڑھنے کے لیے یہاں کلک کریں۔

safareadab.com

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کاروائی کی جا سکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب